Lesson 2: Hud (Ayaat 25- 49): Day 6 سُوۡرَۃُ ھُود کی تفسیر

سبق کا خلاصہ؛ سورۃ ھود میں ہم حضرت نوح کا قصہ تفصیل سے پڑھیں گے۔ حضرت نوح کی سیرت ہے جیسے کہ ہر نبی کی کہانی قدرے تفصیل کے ساتھ کسی نہ کسی صورت میں آتی ہے۔ حضرت یوسف کی پوری کہانی سورۃ یوسف میں آئے گی۔ حضرت موسیٰ کی کہانی سورۃ قصص میں آئے گی۔ نبی ﷺ کی سیرت کو دیکھیں تو ہم مکی اور مدنی سورتیں جو شروع سے ترتیب سے پڑھ رہے ہیں اس کے اندر ہم دیکھ رہے ہیں۔ حضرت نوح کے نام پر اگرچہ ایک پوری سورت ہے۔ لیکن وہاں نوح کے پیغام کی بات ہے پیغام کیا تھا، لیکن یہاں آپ اُن کی زندگی کے حالات، ذاتی حالات پڑھیں گے۔

حضرت نوح ان لوگوں میں سے ہیں کہ نہ تو ان کی بیوی نے ان کے ساتھ دیا اور ان کے بچوں میں سے بھی ایک بچے نے ساتھ نہ دیا۔ تین بچے ساتھ تھے جن سے بعد میں نسل چلی۔ لیکن بیوی جو بڑی شریک کار ہوتی ہیں، حضرت نوح کی بیوی ان کی مددگار نہیں تھیں۔ سورۃ تحریم میں ہم پڑھیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کی بیوی کو لوط کی بیوی کے ساتھ بُری مثال کے طور پر پیش کیا۔

ہمارے لیے اس سبق میں قصہ کیا ہے کہ گھر والوں کا نام لے کر یا حالات کے ساز گار نہ ہونے کا نام لے کر ہم دین کے کاموں سے رُک نہیں سکتے۔ اثرات کچھ بھی نکلیں فوائد ہو یا نہ ہوں گھر میں لڑائی ہے یا پرسکون ماحول ہے۔ یہ سب کچھ افسانوی باتیں ہیں، اصل بات یہ ہے کہ ہم ساری رکاوٹوں میں مخالفتوں میں دین کا کام کیسے کرتے رہتے ہیں؟

آج کے سبق میں ہمیں کلاس سسٹم کیا ہوتا ہے؟ اس کو بھی دیکھنا ہے کہ نبیوں کی دعوت روحانیت کی تھی۔ آسمان پر ایک اللہ اور بندوں میں سب بندے برابر۔ سب انسان ایک جیسے ہیں لیکن معاشرے میں جب خواہشات کا غلبہ آجاتا ہے تو اس دور میں پھر کس قسم کی چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس میں ایک چیز یہ ہے کہ سوسائٹی کلاس سسٹم میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

جب بھی حق آتا ہے تو وقت اور معاشرے کے لوگ اس کو قبول کرنے کے ناطے سے کن دو گروہوں میں بٹ جاتے ہیں اور وہ اس چیز پر اپنے آپ کو بہت ہی سچا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ جو وہ کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک اور چیز نبی کی حدود اور اختیار کہ نبی کے سامنے بچہ ڈوبتا دیکھیں گے لیکن نبی اسے نہیں بچا سکا۔

حضرت نوح کو اللہ تعالیٰ نے دین کے کام کے لیے چنا اس کے باوجود اُن پر اتنی آزمائشیں تھیں لیکن ان آزمائشوں کا نام لے کر یا اُن کو بنیاد بنا کر حضرت نوح نے دین کا کام نہیں چھوڑا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں ہمیں حضرت نوح کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے استقامت عطا کر دے۔ زندگی میں جو بھی حالات ہوں جیسے بھی معاملات ہو ہم ان سارے معاملات میں اللہ کے دین کو فوقیت بنا کر چلتے رہیں۔

حضرت نوح کا زمانۂ نزول، آدم سے لے کر تقریباً20262 سال بعد پیدا ہوئے۔8000 سال پہلے کی یہ شخصیت ہیں۔ یہ شخصیت کیا کر کے چلی گئیں کہ 8 صدیاں گزرنے کے باوجود بھی ہیرو ہیں۔ اپنی زندگی میں تو لوگ ان کی بات سننا پسند نہیں کرتے تھے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے۔ ان کو حقارت سے دیکھتے تھے ان کو اپنا کمی کمین سمجھتے تھے۔ لیکن اللہ کی نگاہوں میں کیا مقام تھا کہ نہ صرف

یہ کہ آج 8 ہزار سال گزرنے کے بعد بلکہ قیامت تک کے لیے جو لوگ مسلمان ہوں گے ان میں ان کے تذکرے ہوں گے۔

وجہ یہ کہ انہوں نے اس رب کا نام بلند کیا جو باقی ہے۔

'اللہ 'الباقی کے کام کرنے والوں کے نام بلند رہتے ہیں۔ بعض لوگ دنیا میں اپنے نام بنانے کی خاطر اللہ سے ہٹ جاتے ہیں انہیں لگتا ہے ہم اللہ کی طرف آئیں گے تو ہماری دنیا مٹ جائے گی۔ معاملہ اس سے الٹ ہے۔ جب ایک انسان دل کے خلوص کے ساتھ اللہ کے راستہ پر نکل پڑتا ہے تو اس کے جانے کے سینکڑوں سال بعد بھی اس کا نام زندہ رہتا ہے۔

وہ لوگ جو اپنی ذاتی زندگی بسر کرتے ہیں اور اس دنیا سے چلے جاتے ہیں اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کما لیا، لیکن ان کی کمائیاں بھی ان کے ساتھ ہی اس دنیا سے چلی جاتی ہیں۔

یہاں انبیاء کرام کا جو سلسلہ شروع ہو رہا ہے یہ وہی ہے نبی ہیں جو مکہ اور مدینہ عرب کے اردگرد کی بستیوں کے لیے تھے یہ 6 رسول ہیں جن کے قصہ بار بار آتا ہے جن کے نام جانے پہچانے تھے۔

اگر آج بھی نقشے کو دیکھیں تو آپ کو وہ علاقے نظر آئیں گے جہاں حضرت نوح کی قوم آباد تھی اور وہاں سے اوپر ارارات نام کی پہاڑی کا ذکر موجود ہے۔ کوہِ جودی موجود ہے جس پر حضرت نوح کی کشتی لنگر انداز ہوئی تھی طوفان کے بعد۔

قرآن پاک یہ قصہ بار بار ہمارے سامنے اس لیے رکھتا ہے کہ اس پر غور و فکر کریں۔ اب ہم دیکھیں گے کہ حضرت نوح کون تھے۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖۤ اِنِّىۡ لَـكُمۡ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌۙ ﴿۲۵﴾

)اور ایسے ہی حالات تھے جب) ہم نے نوحؑ کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا تھا (اُس نے کہا) "میں تم لوگوں کو صاف صاف خبردار کرتا ہوں ﴿۲۵﴾

نبی خود نہیں آتے بھیجے جاتے ہیں۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں ہم نے ان کو بھیجا ہے یہ خود نہیں آئے۔ اللہ تعالی نے حضرت آدم کو پیدا کیا اس وقت انسانوں کی فطرت اسی وعدہ الست پر قائم تھی جو ہر ایک کی روح اللہ تعالی سے کر کے آئی ہے۔ لھذا دنیا میں نہ تو شرک تھا نہ نافرمانی تھی تو شریعت کی بھی ضرورت نہیں پڑی۔ لیکن وقت کی ساتھ ساتھ شرک آگیا اور شرک پھیلا تھا شخصیت پرستی کے ساتھ، کچھ لوگ جو اُس دور میں نیک لوگ تھے ان لوگوں کے مرنے کے بعد شیطان نے لوگوں کے دلوں میں وہم ڈال دیا کہ آج کے بعد تم لوگ اللہ کی پکڑ میں آجاؤ گے۔ کیونکہ تم میں جو نیک لوگ تھے وہ تو اللہ کو پیارے ہو گے جن کی وجہ سے تم بچے ہوئے تھے۔ تو لھذا لات منات کے بت بنالو۔۔۔۔۔۔۔

اس طرح کے کچھ بزرگ تھے جن کے نام پر انہوں نے یہ سارے کام کیے ہوئے تھے اور وہ جب دنیا سے گئے۔ تو شیطان کے کہنے پر ان کے بت بنے۔ یہ وہ وقت تھا جہاں لوگ پہلی دفعہ شرک سے وابستہ

ہوئے۔ ہر نبی اس وقت بھیجا جاتا ہے جب قوموں میں بہت ہی برائیاں آجاتی ہیں۔ نوح کو آدمِ ثانی کہا جاتا ہے۔

دوسرے آدم کیوں کہ اس دور میں پوری انسانیت کو تباہ کر کے پھر سے پیدا کیا تھا۔ ایک طوفان آیا تھا جس نے سیلاب کی شکل اختیار کی حضرت نوح کی قوم پر عذاب آیا۔ حضرت نوح کے دور میں پوری انسانیت صرف اسی جگہ پر آباد تھی۔ حضرت نوح کے بعد دوسری نسل چلی۔

حضرت نوح کے ایک بیٹے کا نام سام تھا وہ اپنی اولاد کے ساتھ عراق کے علاقہ میں آباد ہو گے۔ اس علاقہ میں ان کی نسل سے بہت ساری قومیں پیدا ہوئیں۔ انہی میں سے ایک قوم؛ قومِ عاد کے نام سے مشہور ہوئی اور وہ احقاب کے علاقہ میں آباد ہوئی اس قوم میں جب شرک عام تھا تو حضرت ھود کو ان کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ ان کو قوم نے ردّ کر دیا اور قوم عذاب الٰہی کا شکار ہو گئی۔ تو حضرت ھود اپنے اہلِ ایمان ساتھیوں کو لے کر عرب کے علاقہ میں، یہاں پھر ایک قوم آباد ہو گئی۔ ان میں قومِ ثمود بہت ترقی یافتہ تھی۔ فنِ تعمیر میں بہت ماہر تھے چناچہ انہوں نے میدانی علاقوں میں محل تیار کیے۔

سخت پہاڑوں کو تراش کر خوبصورت مکان بناتے تھے پھر حضرت صالح مبعوث کیے گئے۔

اب تینوں قومیں؛ نوح، عاد اور قوم ثمود یہ تینوں قومیں حضرت ابراھیم سے پہلے کی تھیں۔ ابراھیم کے زمانے سے پہلے کی قومیں ہیں۔

عراق میں سامی نسل قوم تھے۔ ان میں حضرت نوح مبعوث کیے گئے۔

اللہ تعالی کہتے ہیں ہم نے ہی ان کو بھیجا اپنی ہی قوم کی طرف، تا کہ اپنی قوم کے رنگ ڈھنگ جانتے ہوں۔ تبلیغ کرنے والے کو لوگوں کے حالات کا پتہ ہونا چاہیئے۔ تا کہ دیکھ سکے کے دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔

حضرت نوح نے خود کو نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ کیوں کہا۔ قوموں میں اتنا بیگاڑ تھا کہ نبیؑ خوشخبری نہیں دیتے اور ڈراتے تھے۔ نبی آتے ہی اس دور میں ہیں جب قوم میں کوئی اچھی بات نہیں رہ جاتی۔ لوگ نفس کے پجاری ہو جائیں تو ان کو تسلی نہیں دینی چاہیئے۔

حضرت نوح حضرت آدم کے دو ہزار دو سو چھبس سال بعد پیدا ہوئے تھے۔

نبی کی آمد کا مقصد بھکے ہوئے لوگوں کو ڈرانا ہوتا ہے اور لوگ خوف کا اثر جلدی قبول کرتے ہیں۔ اور برائی کو چھوڑ دیتے ہیں۔

نبی نے تو کہہ دیا لوگو میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اگلی آیت میں پیغام کی بات ہے۔

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿٢٦﴾

کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر ایک روز دردناک عذاب آئے گا" ﴿٢٦﴾

حضرت نوح نے اپنے پیغام کو مبین کہا ڈھکا چھپا نہیں تھا واضح دلیل کے ساتھ تھا۔ اب یہاں یہ کہہ دیا کہ میرا پیغام لا الہ الا اللہ ہے۔۔

ہر نبی نے اپنے لوگوں کو دعوت کا آغاز توحید سے کیا۔ تم کسی اور کی نہ عبادت کرو مگر صرف اللہ کی

1. عبادت کے تین معنی: اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہ کرو
2. اللہ کے سوا کسی کی غلامی نہ کرو
3. اللہ کے سوا کسی کی اطاعت نہ کرو

نبی نے بندگی کا پیغام دیا۔

عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ پکڑ کا دن۔ نبی بناتے ہیں کا تم اگر بات نہیں مانوگے تو پکڑ بہت سخت ہونے والی ہے تم اپنے آپ کو اللہ کی پکڑ سے الگ نہ سمجھو وہ دن بڑا سخت ہو گا۔

نبی کی دعوت کا جواب عام لوگ نہیں دیتے بڑے لوگ دیتے ہیں۔ نبی کی دعوت پر سب سے زیادہ اعتراض بڑے لوگ کرتے ہیں امیر طبقہ سردار۔ وجہ کیا ہے؟ نبیوں کی دعوت عام ہونے پر ان کا بازار بند ہو جاتا ہے۔ سب سے زیادہ اثر بڑے لوگوں کو پڑے گا۔

وہ سب سے زیادہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کیا کر رہے ہیں کہ جسکا اثر ہماری تجارت پر پڑتا ہے۔ اور ان کا اعتراض کیا تھا۔

پہلا اعتراض بڑوں کا:

ہم تو آپ کو اپنے ہی جیسا ایک انسان سمجھتے ہیں ہمیں تو آپ میں کوئی بڑی خاص بات نہیں دکھتی آپ تو عام انسان ہیں۔ ہر دور میں لوگوں نے دین والوں کے ساتھ کچھ ماورائی تصور رکھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ

نبی بالکل عام ہوتے ہیں آج بھی آپ کو کسی انسان کی دعوت کو پرکھنے کے لیے یہ دو میعار سامنے رکھنے چاہیے؛

دین کی بات کرنے والے انہی دو میں سے کوئی ہوتے ہیں؛

ایک تو وہ ہوتے ہیں جن کی ساری توجہ انہی پر ہے (وہ اپنے آپ کو نمایاں دیکھنا چاہتے ہیں)

ایک وہ ہوتے ہیں جن کی ساری توجہ ان پر ہے۔(جو عوام کی بھلائی چاہتے ہیں)

جو دین کی بات کرنے والا آپ کو اپنے لوازمات میں رکھے کہ میرے آنے پر بس قالین بچھائے جائیں میرے آگے پیچھے پھریں۔

نبی کبھی بڑے نہیں بنتے تھی وہ تو کہتے تھے ہم اپنے کام خود کرلیں گے۔ ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ لیکن لوگ اس بات پر اعتراض کرتے تھے کہ یہ کیسے اپنے کام خود کرلیتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک بندہ اللہ کے کام کرے اور اس کے آگے پیچھے کوئی نہ ہوں۔

حضرت نوح پر پہلا الزام ہے کہ تم ہمارے جیسے لوگ نہیں چاہتے ہیں کہ دین دار ایک کونے میں ہو کر چھپے رہیں۔ بس وہ تھوڑی سی دیر باہر آئیں ہمیں کچھ سکھائیں اور الگ ہو جائیں۔ لوگ دین داروں کو اپنی محفلوں میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ ان کے رنگ میں بھنگ ڈلتا ہے ان کو خوف آتا ہے ان کو لگتا ہے ان کو یہ باتیں پتا چل جائیں گی پھر ہو سکتا ہے کہ اس کی بنیاد بنا کر یہ کہیں ہمارا تذکرہ کر دیں۔

حالانکہ آپ نبیوں کو دیکھ لیں بالکل عام لوگوں میں رہنے والے لوگ تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ تو اس عورت کے گھر کا کچرا صاف کر آتے تھے جو آپ پر کچرا پھینکتی تھی اور قریب تھا کہ صحابہ اسے ڈانٹتے اللہ کے نبی نے پانی کی بالٹی منگا کر اسکے ہاتھ پر پانی ڈال دیا۔

انا اور خودی کے تصور میں کھویا ہوا شخص کبھی یہ کام نہیں کر سکتا۔

وہ کہتے؛ اور کیا ہم نہیں دیکھتے مگر یہ کہ آپ کی پیروی کرنے والے ادنیٰ درجہ کے لوگ ہیں۔

بشریت اور نبوت کے امتزاج پر بڑے حیران تھے دوسرا شبہ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ سے ہے۔

اراذل ارذل سے ہے رذل روٹ ہے۔

رذل کہتے ہیں گھٹیا کو اور اراذل کہتے ہیں سب سے گھٹیا۔

چھوٹے ہیں۔ یہ لوگ نیچ لوگ ہیں یہ، ہم تو ان کو چھوٹا اور ہلکا بندہ سمجھتے ہیں یہ آپ کی پیروی کیوں کرتے ہیں۔ یہ چند نچلے طبقہ کے بیکار لوگ آپ کے ساتھ جمع ہو گئے ہیں۔ آپ اپنے آپ کو نبیؑ سمجھنے لگ گئے ہیں ہم تو آپ کے ارد گرد کوئی بڑی شخصیت نہیں دیکھ رہے۔

تیسرا اعتراض؛

اور ہم تمھیں اپنے اوپر کسی طرح کی فضیلت نہیں دیکھتے ۔ ہمیں تو آپ میں کوئی بڑا پن نہیں دکھتا۔

چوتھا اعتراض؛ بلکہ ہم تمھیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

ایک پر ایک اعتراض اور ہر اعتراض غلط اور جھوٹا، نیچا دکھانے والا۔

بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ :ب د و: ظاہریت کو کہتے ہیں اور رای دیکھنا۔ آنکھوں سے یا غور و فکر کرنا۔ وہم و خیال سے یا خواب میں دیکھنا۔ ظاہری نظر سے دیکھنا مراد ہے۔

You are the ordinary people.

ایک ہوتا ہے گہری نظر سے دیکھنا اور ایک ہوتا ہے سطحی نظر سے سوچنا۔ مقصد کہنے کا کیا ہے ایسے ہی جذباتی ہیں کوئی خاص لوگ تو آپ کے پاس نہیں ہیں۔

جب لوگ لوگوں کو دین کی طرف جاتا دیکھتے ہیں تو یہ شور مچا دیتے ہیں۔ کوئی ڈاکٹر تو نہیں آ رہے ان کے پاس نہیں۔ نہیں ان کے پاس کہاں وقت ہے کہ ایک ایک لفظ کا مطلب پڑھیں۔ کوئی انجینیر تو نہیں آتے۔ کوئی قابل لوگ تو نہیں؟

عام لوگ یا تو اعلیٰ تعلیم سے متاثر ہوتے ہیں یا عہدے، پیسے اور مال سے۔

یہ چار مختلف چیزیں آج بھی دکھتی ہیں آج بھی لوگ کہتے ہیں ہم قرآن وہ پڑھے جو فارغ ہے۔ ہم تو نہیں پڑھنے والے یہ۔ ہمیں کوئی ضرورت ہے۔ تو یہ سوچ کیوں دیتے تھے۔ آج کے دور میں لوگ یہ تو شوق سے کہتے ہیں کہ ہم عربی کورس سیکھ رہے ہیں۔ تقویٰ کی غذا نہیں لیتے۔